کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

قائد اعظم — سچا مسلمان

احراریوں کے الزامات کا

دندان شکن جواب

از ـــ صالح محمد صدیق

ناشر

سٹار لائٹ پبلشنگ کمپنی ہسپتال روڈ ۔ لاہور

قیمت ـــــ ۳/

سچا مسلمان کون؟

قائد اعظم — یا — نام نہاد مسلم نیشنلسٹ

موازنہ
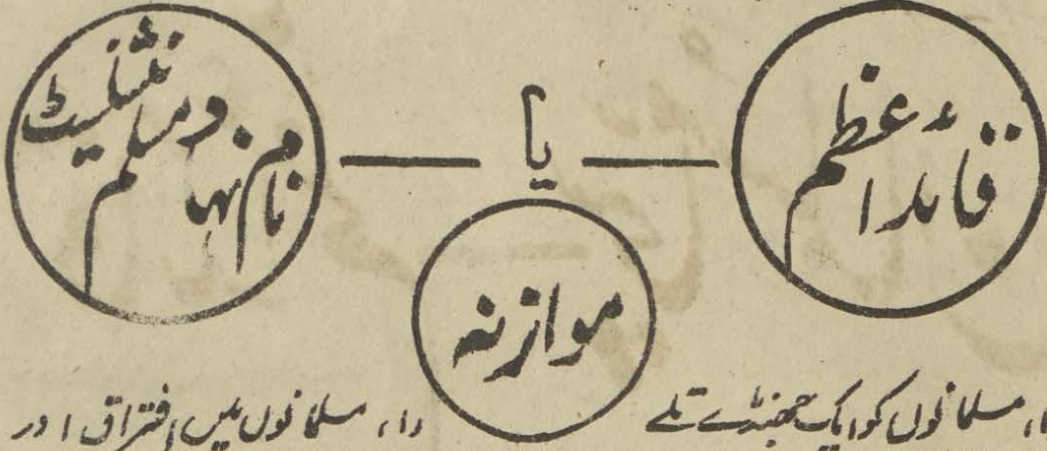
قائد اعظم	نام نہاد مسلم نیشنلسٹ
(۱) مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا	(۱) مسلمانوں میں افتراق اور نفاق ڈالا۔
۲۔ "مسلمان ایک قوم ہے" کا نعرہ بلند کیا۔	(۲) ہندوستانی قوم کا مسلمان ایک فرقہ ہیں۔
۳۔ اسلام کے کاز کی حمائت ایک مدبر وکیل کی حیثیت سے کی۔	۳۔ سواد اعظم سے کٹ کر اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی
۴۔ آج تک مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ نہیں ڈالا۔	۴۔ ان کا حلوہ مانڈا مسلمانوں کے پیسہ سے چلتا ہے۔
۵۔ "پاکستان" مسلمانوں کا حق ہے۔	۵۔ پاکستان ایک "سٹنٹ" ہے!

مسلمانو! سوچو، اور سمجھو۔ اور دیکھو۔ سچا مسلمان کون ہے؟ قائد اعظم جس کی عملی زندگی اسلام کی سربلندی کے لئے وقف ہے۔ یا یہ نام نہاد نیشنلسٹ جو اسلام کو ذلیل و رسوا کرنا چاہتے ہیں؟

جاپان کی جنگ ختم ہونے کی دیر تھی۔ کہ ہندوستان میں عام انتخابات منعقد کرنے کا اعلان ہو گیا ہے جس کا انتظار عرصہ سے لوگ کر رہے تھے۔ اس اعلان کے شائع ہونے کی دیر تھی۔ کہ سیاسی صفوں میں کھلبلی مچ گئی۔ اور ان لیڈروں کے اثر و اقتدار کا تخت ڈانواں ڈول ہونے لگا۔ جن کے نام کے ساتھ ایم۔ ایل۔ اے کا دُم چھلہ لگا ہوا تھا۔ کیوں کہ ان لیڈروں کو اچھی طرح علم تھا۔ کہ انہوں نے قوم کے ساتھ ووٹ حاصل کرنے کے وقت جو وعدے کئے تھے۔ انہیں وہ پورا نہ کر سکے۔ یہ وعدے صرف اس وقت تک وعدے رہے۔ جب تک وہ قطعی طور پر اسمبلی کے ممبر منتخب نہ ہو گئے۔ اور ان کے ماتھے پر "ممبر اسمبلی" کا لیبل نہ لگ گیا۔ ووٹ حاصل کرنے کے وقت یہ لوگ اسلام کے سچے ہمدرد۔ مسلمانوں کے بے لوث بہی خواہ اور قوم و وطن کے معصوم خادم تھے۔ لیکن جونہی انہوں نے ایوانوں میں قدم رکھا۔ عہدوں اور سرکارپرستی کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دماغ کو لگی۔ تو قوم اور ملت کی ہمدردی کا تمام بخار اتر گیا۔ اسلام دوستی اور ملت پروری کا بھانڈا ہوس و اقتدار کے چوراہے میں پھوٹ گیا۔ یہ نہ صرف اپنے ووٹروں سے اغماض کے مرتکب ہو کر اخلاقی طور پر مجرم بنے۔ بلکہ انہوں نے اسلام کے ساتھ غداری کر کے ایک ایسے گناہ کا ارتکاب کیا۔ جس کی سیاہی عرقِ انفعال سے دھونا ناممکن ہے۔

ان عاقبت نا اندیش ممبروں کا یہ خیال تھا کہ جاپان کی جنگ ابھی چار پانچ سال تک ختم نہیں ہو گی۔ ان چار پانچ سالوں میں نئے

انتخابات کے انعقاد کا کوئی امکان نہیں۔ نہ جانے اس عرصہ
میں زمانہ کیا رنگ بدلے۔ وقت کیا گل کھلائے۔ اس لئے جب
تک تو جنگ جاری ہے۔ اپنے ہاتھ رنگنے چاہئیں۔ اور حلوے
مانڈے سے غرض رکھنی چاہیئے۔ جب جنگ ختم ہوگی۔ پھر دیکھا جائے
گا۔ کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ لیکن فلک کج رفتار کو کیا کہیئے کہ
اس نے ان لیڈروں کی اُمیدوں کے قصر ہائے عالیشان ایک آنکھ نہ بھائے
اور اس نے واقعات عالم کے ساتھ کروٹ بدلی۔ اور چشم زدن
میں ان تمام لیڈروں کی اُمیدوں اور تمناؤں کے گوہر دل کو مایوسی
اور نا امیدی کی خاک میں ملا دیا۔ انہوں نے مالی منفعت حاصل کرنے کے
لیے جو پروگرام مرتب کر رکھا تھا۔ وہ چرخ ستم گر کے ایک ہی اشارہ سے
خاک میں مل گیا۔ امید کے پودے مایوسی کی ہوا سے اکھڑ گئے

انہیں مستقبل گناہ کی سیاہ رات سے بھی زیادہ گھناؤنا
اور تاریک نظر آنے لگا۔ اور ان کی سیاسی ہستی کا آفتاب اُمیدوں
کی تمام کرنوں کو سمیٹ کر ظلمت کدہ گمنامی اور فلاکت میں غروب ہوتا
نظر آیا۔۔۔۔۔۔۔۔ مایوسی اور نا اُمیدی سے مجبور ہو کر مستقبل کے
لئے ان لوگوں نے کوششیں شروع کر دیں۔ اور اپنے دقیانوسی حربے کو
استعمال کرنے لگے۔ جو اکثر ایسے موقعہ پر تیر بہدف ثابت ہوتا ہے
یہ نام نہاد لیڈر پھر لوگوں کے جذبات سے کھیلنے لگے

احرار کی قلابازیاں

گذشتہ انتخابات سے پہلے احرار نے جو قلابازیاں کھائیں۔ وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ مذہب و ملت کی اس ٹھیکیدار جماعت نے مسلمانوں سے نازک وقت میں جو غداری کی۔ اس کے متعلق مزید کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مسلمان جانتے ہیں۔ اور ان کے حافظے اتنے کمزور نہیں۔ کہ وہ اتنی اہم باتوں کو صفحہ دماغ سے حروف غلط کی طرح مٹا دیں۔ احرار کی ان قابو چیاینہ۔۔۔ قلابازیوں کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ اس کے صرف دو ایک ممبر احرار ٹکٹ پر کامیاب ہوکر اسمبلی کو اپنے جمال جہاں آرائے سے منور کر سکے۔ اسمبلی میں جانے کے بعد نہ ان ممبروں کی حیثیت تھیں بے کار رواں کی طرح تھی۔ نہ تو انہوں نے کسی سیاسی پارٹی کا ساتھ دیا۔ اور مسلمانوں کے کسی اہم مذہبی معاملہ میں مسلمانوں کی رہنمائی کی۔ ہاں اگر وہ کچھ خدمت اسلام کی سرانجام دے سکے۔ تو یہی کہ اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں کو اچھی اچھی سرکاری ملازمتوں پر مقرر کرا دیا۔ یا مالی منفعت سے خوب ہاتھ رنگے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اس پارٹی کا نہ تو کوئی سیاسی پروگرام تھا اور نہ مذہبی۔ نتیجہ ظاہر ہے۔ کہ احراری ممبروں کی ہستی اسمبلی میں لایعنی ہوکر رہ گئی۔ جن لوگوں نے انہیں ووٹ دیئے اور کامیاب و کامران کرایا۔ انہیں ان سے بڑی امیدیں بندھی ہوئی تھیں۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ اسمبلی میں ان لوگوں کی موجودگی اور عدم موجودگی مساوی درجہ رکھتی ہے تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ جو انہوں نے انہیں ووٹ دے کر کی۔ لوگوں کی طرف سے بار ہا اس امر کا مطالبہ کیا گیا۔ کہ اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو جاؤ۔ اور کسی ایسے نمائندے کو اسمبلی میں ہماری نمائندگی کرنے دو۔

جس کا وجود مذہب و ملت دونوں کے لئے سود مند اور مفید ثابت ہو سکے - لیکن ان لوگوں کے کانوں میں اسمبلی کی ممبری کا سکہ کچھ اس طرح پگھل کر پڑ چکا تھا - کہ ووٹروں کی زبان سے بلند ہونے والا شور و فغاں سماعت افروز نہ ہو سکا - انہوں نے پھر اپنے مطالبہ کی باگ حکومت ہند کی طرف موڑی - اور درخواست کی - کہ جلد از جلد انتخابات منعقد کرائے جائیں - لیکن جنگ کی صورت حالات کے پیش نظر ان کی یہ درخواست ایجاب و قبول کا درجہ حاصل نہ کر سکی ؛

مُسلم لیگ کی خدمت

ایک طرف تو احرار اور اس قسم کی دوسری جماعتیں جن کے ممبروں کی تعداد کا دائرہ صدر سے لے کر خزانچی تک ہی محدود تھا - اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتے رہے -

دوسری طرف مسلم لیگ اور مسٹر جناح نے مسلمانوں کی زبوں حالی اور سیاسی پستی کو دیکھا - کہ مسلمان دنیا میں اس لئے ذلیل و خوار - بدنام و رسوا ہو رہے ہیں - کہ ان میں تنظیم مفقود ہے - یکجہتی اور یگانگت عنقا ہے - تو انہوں نے مسلمانان ہند کو ایک پلیٹ فارم پر ایک جھنڈے تلے اور

ایک نصب العین کے لئے جمع کرنے اور تنظیم کی لڑی میں منسلک کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اور:-

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا"

کی آیت مقدسہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنا شروع کر دیا۔ جب لکھنؤ کی سٹیج سے یہ آواز بلند ہوئی "انما المومنون اخوۃ" تو تمام مسلمانوں نے اس آواز پر لبیک کہا۔ اور جوق در جوق مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مسلمان محولہ ذکر آیت کی سراپا تفسیر بن گئے۔ اور آج اس شیرازہ بندی کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ مسلمان کی ہستی ایک قوم کی سی متصور ہونے لگی۔ اور دنیا آج اس امر کا اعتراف کر رہی ہے خود وائسرائے ہند ۱۵ جون کو اپنے تاریخی اعلان میں اس امر کا اقرار کر چکے ہیں۔ آج مخالفین اسلام اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ وردھا کے مداری سے مسلمانوں نے رشتہ توڑ کر سرکار مدینہ سے جو رشتہ استوار کیا ہے۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں توڑ سکتی۔

مخالفین اسلام میں کھلبلی

اس شیرازہ بندی کا نتیجہ یہ نکلا کہ برادران وطن جو پہلے مسلمانان ہند کو اپنا آلۂ کار بنا کر اپنا الو سیدھا کیا کرتے تھے مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں نہ لا سکے۔ اور ان کے سیاسی طلسم کا لبادہ تار تار ہو گیا۔ یہ جتھہ بندی مخالفین اسلام کیلئے "اٹیمک بم" کی حیثیت رکھتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ایسے مولویوں اور ایسے نام نہاد لیڈروں کی تلاش شروع کر دی

جن کے کندھے پر رکھکر وہ اپنی سیاسی بندوق سر کرکے مسلمانان ہند
کی شیرازہ بندی کے قلعہ کو پیوند خاک کر سکیں۔ مسلمانوں میں ایسے
نام نہاد لیڈروں کی کمی نہ تھی۔ جو ذاتی جاہ طلبی کے لئے دوسروں
کا آلہ کار اور کٹھ پتلی بننے کے لئے ہر وقت "ایورریڈی" ممبر بول
کی طرح تیار تھے۔ ان کے لئے یہ نادر موقع تھا۔ مالی منفعت
کے ساتھ ساتھ ان کی ہوس شہرت گیری کے پورے ہونے کا
بھی امکان تھا۔ چنانچہ جمعیت العلماء ہند احرار مسلم مجلس اور
اس قسم کی دوسری جماعتیں جن کے ممبروں کی تعداد انگلیوں پر
گنی جا سکتی ہے۔ انہوں نے برادران وطن کے ساتھ ساز باز
شروع کردی۔ کیونکہ ان کی لیڈری کا ستارہ غروب ہوا چاہتا
تھا۔ اور سیاسی زندگی کے بقا و قیام کا انحصار صرف دو باتوں پر
تھا۔ یا تو مسلم لیگ میں شامل ہوجائیں۔ اور مسلمانوں کی شیرازہ
بندی کو تقویت پہنچائیں یا خود اپنی سیاسی موت مرجائیں۔
مسلم لیگ میں شامل ہونے کا مطلب یہ یقینی تھا کہ وہ ہمیشہ کے
لئے حلوہ مانڈے سے محروم ہو جاتے اور مذہب کے نام پر اپنے
کیسوں کو گرم کرنے کے لئے مسلمانوں کو بے وقوف نہ بنا سکتے
چنانچہ انہوں نے ان دونوں راستوں کے درمیان ایک شارٹ
کٹ معلوم کرلیا اور سرکار مدینہ سے آنکھیں پھیر کر واردھا اور
الہ آباد کے سامریوں کی طرف اپنے دامن پھیلائے۔ نتیجہ ظاہر ہے

سیم و زر کی بارش شروع ہو گئی۔ روپے پیسے کی جھنکاریں
قوم کے درد و کرب سے کراہنے کی آواز دب کر رہ گئی۔ روٹی
کی تک سے بے نیاز ہونے کے بعد ان لوگوں کو دور کی سوجھی۔
دوسری طرف انتخابات کا وقت قریب آگیا۔ چنانچہ ان سے
اور تو کچھ نہ ہو سکا۔ انہوں نے اپنی تمام کوشش صرف شہر کے مسلمانوں
میں افتراق ڈالنے کا بیڑا اٹھایا۔ تاکہ مسلمانوں کی یک جہتی
کو توڑا جائے۔ اور "اسلام" "اسلام" کے شور پر لوگوں کے
دین و ایمان پر ڈاکے ڈالے جائیں۔ کوئی ان عقل کے اندھوں
اور گانٹھ کے پوروں سے پوچھے کہ آج جو تمہارے سینے اسلام
کے درد سے پھٹے جا رہے ہیں۔ کل تمہیں کیا ہو گیا تھا۔ جب تم نے
شعائر اسلامی کی توہین ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور تمہاری پیشانی
پر بل نہ پڑا۔ مسلمانوں کے سینوں کو گولی سے چھلنی ہوتے تم نے اپنی
آنکھوں سے دیکھا۔ لیکن تمہارے کان پر جوں تک نہ رینگی کیا اس
وقت تمہاری اسلام دوستی کے جذبہ کو سانپ سونگھ گیا تھا؟

احراریوں کا الزام

اب ہم اپنے حقیقی مقصد کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ احرار
کے ناظم اعلیٰ مولانا مظہر علی صاحب اظہر اس دوڑ میں پیش پیش
ہیں۔ انہوں نے ایک ٹریکٹ بھی شائع کیا۔ اور دہلی دروازہ
کے باہر کلہاڑیوں کے سایہ تلے تقریر کرتے ہوئے نہایت

بے باکی سے مسلمانوں کے محبوب لیڈر پر سب وشتم کی بوچھاڑ کے بعد یہ الزام لگایا کہ وہ مسلمان نہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے جو دلائل دیئے وہ اس قدر بودے اور مضحکہ خیز ہیں۔ کہ حیرانی ہوتی ہے۔ کہ اتنی اچھی سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان دلائل و براہین کی تاریکیوں میں کھو کر عقل و فراست کو منزل سے کوسوں آگے کیوں کر نکل گیا۔

مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ مسٹر جناح داڑھی نہیں رکھتے نماز نہیں پڑھتے روزے کی قید انہوں نے کبھی برداشت نہیں کی۔

اب مولوی صاحب سے ہم پوچھتے ہیں کہ انسان کی زندگی کے اس پہلو کا سیاسی زندگی سے کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ کیونکہ انسان کی زندگی کے روحانی پہلو کا تعلق تو براہ راست خدا سے ہے۔

اگر انسان دوسرا انسان کی روحانی زندگی میں مداخلت کی طاقت رکھتا ہے۔ تو مولانا اظہر سینے پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ ہندوستان تو کیا۔ دنیا میں کتنے مسلمان ہیں۔ جو روحانی طور پر اکمل و افضل ہیں۔ یا کتنے مسلمان ایسے ہیں۔ جن کی زندگی سرور دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے اسوۂ حسنہ کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہے۔ احرار کے کس قدر رضاکار ایسے ہیں۔ جو قرآن مجید اور رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے تتبع میں اپنی زندگی گذار رہے ہیں یقیناً" اگر وہ ایک ہزار کینڈل پاور کا بلب بھی ہاتھ میں لیکر ایسے صحیح مسلمان کی تلاش کرینگے۔ تو نہ ملیگا۔ خود اگر مولانا اپنی اور اپنے رفقاء کار کی زندگی پر نگاہ ڈالیں گے تو ان کی زندگی کا دامن بھی اخلاق حسنہ کے ان گوہر ہائے تابدار سے خالی ہوگا۔ کیا مولوی صاحب ان تمام مسلمانوں کو جن کی زندگی صحیح اسلامی اصول پر نہیں کافر قرار دیکر خارج از اسلام قرار دینگے۔ اگر داڑھی نہ رکھنے سے دینداری میں فرق آتا ہے۔ تو کیا مولانا محترم اپنے صاحبزادے مسٹر قیصر مصطفٰے اور دوسرے احراری رضاکاروں کے اسلام میں سقم قرار دینگے؟

ہم ایک بار پھر عرض کئے دیتے ہیں۔ کہ انسان اپنی روحانی زندگی کا خود ذمہ وار ہے۔ روحانیت کا تعلق براہ راست خداوند تبارک و تعالےٰ سے ہے۔ وہ خود اُن سے پوچھے گا۔ ہمیں اس پر بگڑنے اور آتش زیر پا ہونے کی ضرورت نہیں۔

قائد اعظم پر بہتان

مولانا مظہر علی صاحب اظہر نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا۔ کہ ۱۹۱۸ء میں مسٹر جناح نے سر ڈینشاہ پیٹیٹ کی دختر سے سول میرج کی اور عدالت میں حلفیہ بیان دیا۔ کہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس الزام کی صحت کے جواز میں انہوں نے مسٹر جناح کا وہ مبینہ حلفیہ بیان جو انہوں نے عدالت میں دیا۔ اور ان کتابوں کے اقتباس جو مسٹر

جن کے متعلق لکھی گئیں۔ پیش کئے۔ اگر مولانا موصوف کی آنکھوں پر تعصب اور عناد کی پٹی نہ ہوتی کج فہمی کی عینک نہ چڑھی ہوتی۔ تو جن دونوں کتابوں کے اقتباسات انہوں نے پیش کئے ہیں۔ ان میں صاف طور پر اس امر کا اظہار ہے کہ بعد میں اس خاتون کے کان جب اسلام کی خوبیوں سے روشناس ہوئے تو اس نے اسلام قبول کر لیا۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ مولانا کو کتاب کا یہ حصہ نظر نہ آیا۔ اور وہ پہلے حصہ کو لے اڑے اور لگے الٹی سیدھی باتیں بنانے۔ اگر مولوی صاحب کی آنکھوں میں بغض و عناد کا سرمہ نہ لگا ہوتا۔ تو انہیں یہ بات صاف نظر آ سکتی تھی لیکن افسوس ہے تو اس بات کا مولوی صاحب نے اپنی لیڈری کو بچانے کے لئے صداقت اور حقیقت کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔

اہم سوال

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے گڑھے مردے اکھیڑنے کے مصداق آج سے ستائیس سال پہلے کے ایک واقعہ کو کسی شخص کی دینداری اور اسلامیت کی خاطر سے جواز میں پیش کرنے کی ایسی ضرورت محسوس کیوں کی۔ حالانکہ اگر مولانا ذرا کوشش کرتے تو سینکڑوں اور ہزاروں دلائل اور بیسیوں شواہد اور واقعات اس شخص کی اسلامیت کے اثبات میں انہیں مل سکتے تھے۔ لیکن مولانا ایسا کرتے کیوں؟ ایسے کرنے سے وہ اپنی لیڈری کے لئے جو راستہ ہموار کرنا چاہتے تھے۔ اس کی کوئی امید نہ ہوتی

حلفیہ بیان کی حقیقت

مولوی صاحب نے اپنی اس دلیل کو قوی بنانے کے لئے مسٹر جناح کا مبینہ بیان پیش کیا - چنانچہ ارشاد ہوتا ہے - کہ عدالت میں مسٹر محمد علی جناح نے یہ بیان دیا - کہ میرا اسلام یہودیت - عیسائیت اور کسی دوسرے مذہب سے کوئی تعلق نہیں -

مولوی صاحب کے اس بیان کو اگر سچ اور حقیقت کی کسوٹی پہ پرکھا جائے - تو معلوم ہوگا - کہ یہ بیان سراسر غلط اور افترا ہے جو مسٹر جناح کے نام سے منسوب کیا گیا - کیونکہ ایک عام شخص بھی سمجھ سکتا ہے - کہ اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ مسٹر محمد علی جناح نے عدالت میں جا کر حلفیہ طور پہ یہ بیان دیا - کہ میں محمد علی جناح اس بات کا حلفیہ اعتراف کرتا ہوں - کہ اسلام سے میرا کوئی تعلق نہیں" تو کیا جج اتنے ہی کج فہم اور اندھے ہوتے ہیں - کہ وہ نہیں سمجھ سکتے - کہ ایک شخص جس کا نام محمد علی جناح ہے - جو شخص اپنی نسبت محمد عربی صلعم سے قائم کر رہا ہے - اور جس کے نام کے اولین جزو سے مترشح ہے - کہ وہ مسلمان اور خدا کے رسول کا غلام ہے - اس کا یہ بیان کیونکر درست ہو سکتا ہے - کہ وہ مسلمان نہیں - اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں -

کیونکہ دنیا میں ایک بھی مثال ایسی نہیں جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ "محمد علی" کسی سکھ عیسائی یا ہندو کا نام ہو سکتا ہے"۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرضی قصہ احرار کے دفتر میں گھڑا گیا اور یہ بہتان ۔ مسٹر جناح کی شہرت کو نقصان پہنچانے کے لئے باندھا گیا

مولوی صاحب سے گزارش

مولوی صاحب سے ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ کو مسٹر جناح کے اس بیان کا آج سے ۲۷ سال پہلے علم تھا تو آپ نے ۲۷ سال تک اس راز کو سینے میں کیوں دبائے رکھا۔ کیوں نہ مسلمانوں کو اسی وقت اس "غلطی" سے روشناس کرایا۔ اگر آپ کو اس وقت اس کا علم تھا۔ اور آپ نے نہیں بتایا تو آپ مجرم ہیں۔ آپ کو مسلمانوں کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کرنا چاہیئے۔ اور اگر آپ کو اس بات کا پہلے علم نہ تھا تو یقیناً آپ کو آج جو اطلاعات یا ثبوت ملے ہیں وہ سُنے سنائے ہیں۔ اور سن کر کسی مسلمان پر الزام لگانا زیب نہیں - اور نہ ہی اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے۔

اور سنئے مسٹر جناح مسلم لیگ کے صدر آج نہیں بنے۔ پہلے کئی سال سے مسلم لیگ کے صدر چلے آتے ہیں۔ ۱۹۲۷ء میں سائمن کمیشن کے ساتھ تعاون کے موقع پر لیگ میں دو پارٹیاں بن گئی تھیں۔ ایک پارٹی سر محمد شفیع مرحوم کی قیادت میں اور دوسری مسٹر جناح کی رہنمائی میں کام کرنے لگی۔ مولانا مظہر علی اور ان کے ساتھی مسلم لیگ کے اس گروپ سے تعلق رکھتے تھے جس کے صدر مسٹر جناح تھے۔ کیا اس وقت مولوی صاحب کو یہ یاد نہ آیا کہ مسٹر جناح تو دائرہ اسلام سے سے خارج ہونے کا اقرار کر چکے ہیں۔ کیا اس وقت مولوی صاحب کی زبان اس لیے بند تھی کہ اس پر نقری مہر لگی ہوئی تھی؟ اس کے بعد کافی عرصہ تک مولانا

مظہر علی صاحب اظہر مسٹر جناح کے گروپ کے ساتھ چمٹے رہے۔ اس وقت ان کی غیرت اسلامیہ اور حمیت ملیہ، کو کیا ہو گیا تھا اور آج انہیں ایسی کیا ضرورت آپڑی کہ بمبئی کی عدالتوں سے مسٹر جناح کے خلاف ثبوت حاصل کرنے کے لئے دربدر کی خاک چھانتے پھریں۔ کیا اسلئے" تاکہ آج آپ کی لیڈری کی نیا انتخابات کے منجدھار میں ڈوب رہی ہے اور اب آپ اس قسم کے الزامات کے چپوؤں سے پار لگانا چاہتے ہیں۔ لیکن مولانا یاد رکھیئے۔ پھول کو کسی نام سے یاد کیجئے اس کی خوشبو میں فرق نہیں پڑ سکتا۔ آپ چاند پر تھوکنے کی کوشش نہ کیجئے ورنہ تھوک حلق میں ہی آ کر گرے گا۔

مسلمانوں سے التماس

مسلمانو! یاد رکھو۔ یہ لوگ مسلمانوں میں افتراق ڈالنے اور اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے نت نئی چالیں چلتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے قرآن پاک میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے۔

ومن الناس من یقول آمنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن ۵

مسلمانو! ان سے پوچھو کہ آج تک تم نے مسلمانوں کی کیا خدمت کی۔ کیا تم مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر سکے۔ کیا تمہاری ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنانے کا مطلب یہ نہیں کہ تم سواد اعظم سے کٹ کر علیحدہ ایک فرقہ بنا کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرنا چاہتے ہو۔ ان کی یکجہتی اور یگانگت کی دھجیاں

اڑانا تمہارا مطمح نظر نہیں۔ مسلمانو! ان سے پوچھو کیا تم نے کبھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھا ہے کہ تمہاری چپانی پر عزت و حرمت، عصمت و پاکبازی کے کتنے بال ہیں۔ جو آج تم دوسروں کے عیب گنوانے کے لئے میدان میں نکلے ہو۔ مسلمانو! ان سے پوچھو کہ اپنے دل ٹٹول ٹٹول کر دیکھیں کہ انہیں رسولِ عربی اور اسلام کے لئے کتنا درد موجود ہے۔ ارے اگر آنکھیں رکھتے ہو تو دیکھو اور چلّو بھر عرقِ انفعال میں ڈوب مرو کہ جو کام تم نہ کر سکے وہ ایک ایسے شخص نے سرانجام دے دیا جسے آج تم کافر کہنے میں باک محسوس نہیں کرتے یعنی تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم میں جمع کر دیا۔

آخر میں ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس وقت ایک بات اپنے ذہن نشین کر لیں کہ ہم نے اپنے مقصد (پاکستان) کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں ایک قابل وکیل کی ضرورت ہے جس طرح کسی مقدمے میں وکیل مقرر کرتے وقت ہم یہ نہیں دیکھتے کہ اس وکیل کا مذہب کیا ہے۔ پابند صوم و صلواۃ ہے یا نہیں۔ اس کی پرائیویٹ زندگی کیا ہے۔ اسی طرح قطع نظر اس بات کے کہ مسٹر جناح کی پرائیویٹ زندگی کیا ہے اور کیا نہیں ہمیں دیکھنا ہے کہ آیا اسلام کے مقصد کو یہ وکیل صحیح طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے یا نہیں۔ ایک اچھے وکیل کی خوبی یہ ہے کہ وہ کسی جج کی طاقت کے رعب سے مرعوب نہ ہو۔ موکل کے کیسے پر ڈاکہ نہ ڈالے۔ دلائل ایسے دے کہ کوئی اسے رد نہ کر سکے۔ اسے کوئی خرید نہ سکے۔ مسلمانو! یہ دیکھو کہ یہ وکیل آج تک کسی سے مرعوب ہوا ہے یا نہیں۔

مسلمان اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتائو - کہ آیا اس موکیل نے جو دلائل
دیئے اس دُنیا میں کوئی ایسا شخص ہے - جس نے رد کرنے کی جرأت کی
ہو - کیا مخالفین اسلام کے سیم وزر کا لالچ اسے خرید سکا - کیا رو پہلی
اور سنہری ٹکڑوں کے عوض اس کا ضمیر خریدا جا سکا - دُنیا جانتی ہے -
اعتراف کرتی ہے اور مانتی ہے کہ جناح بک نہیں سکتا خریدا نہیں جا سکتا
اگر یہ سچا مسلمان بک سکتا ہوتا - تو آج ہند میں اسلام کا نام بلند نہ ہوتا -
اگر الہ آباد اور واردھا کے مدراسی اپنے رعب و دبدبہ سے مرعوب کر
سکتے - تو آج مسلمانوں کی سیاسی ہستی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہوتی
اگر اس کے دلائل و براہین لایعنی اور لاطائل ہوتے تو مسلمانوں کی سیاسی
موت کے وارنٹوں پر مہر تصدیق ثبت ہو چکی ہوتی -

ایک انکشاف

پمفلٹ کی ایک کاپی پریس کو جا چکی تھی - کہ ہمیں کچھ ایسا مواد مل گیا -
جس کا اس پمفلٹ میں درج کرنا ضروری سمجھا گیا - اس لئے اس پمفلٹ کے
حجم میں اضافہ کر دیا گیا ہے - تاکہ مسلمانوں پر حقیقت اچھی طرح آشکارا
ہو جائے اور وہ خود یہ اندازہ لگائیں کہ جناح صاحب پر جو الزامات
لگائے گئے ہیں - ان کی حقیقت کیا ہے -

ہمارے ہاتھ مولوی منظر علی صاحب اظہر کا ایک خط ایک دوست
کی وساطت سے لگا - ذرا اس خط کی عبارت ملاحظہ ہو - یہ خط ۱۳ر مئی

۱۹۳۵ء کو مسٹر جناح کے نام ارسال کیا گیا۔ اس چٹھی کا نمبر ۶۳۳۹ ہے۔ اس چٹھی میں مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

آپ کی (مسٹر جناح کی) تجاویز پر جمعیت العلماء کے نمائندوں کی موجودگی میں مجلس احرار ہند نے بہت غور و خوض کیا۔ ترقی پسند مسلم جماعتوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے آپ کی کوششوں کو بہت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ ہم مندرجہ ذیل نمائندوں کے نام مرکزی پارلیمنٹری بورڈ کے لئے تجویز کرتے ہیں۔ چودھری افضل الحق چودھری عبدالعزیز۔ مولانا داؤد غزنوی اور شیخ حسام الدین۔

آپ کا وفادار

مظہر علی اظہر

ذرا اس خط کو غور سے پڑھئے اور مولوی صاحب کی "وفاداری" کی داد دیجئے۔ مولوی صاحب کی زبان سے مسٹر جناح کی ان کوششوں کی تعریف ملاحظہ ہو۔ ۱۹۳۶ء کا خط ہے اور آج ۱۹۴۵ء ہے۔ نو سال پہلے اس شخص کی کوششیں مولانا موصوف کے نزدیک قدر و منزلت کا درجہ رکھتی تھیں۔ اس وقت مولوی صاحب کو مسٹر جناح کی دینداری پر اعتراض نہ تھا۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ کیا اس لئے کہ اس وقت مولوی صاحب اسمبلی میں جانے کے لئے مسلم لیگ کی حمائیت حاصل کرنا چاہتے تھے اور آج جب انہیں اس حمایت کے حصول کا یقین نہ رہا تو مسٹر جناح کی دینداری پر زبان طعن دراز کرنے

اب ہم مسلمانوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ مسلمانو تم ہی بتاؤ کہ آج ایسی کونسی افتاد آپڑی ہے کہ احرار کے ناظم اعلےٰ سے لے کر چپڑاسی تک مسٹر جناح کو خارج از اسلام ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں

ایک اور خط

اسی دوست نے ہمیں ایک اور خط کی نقل ارسال کی ہے جو ۱۱ر جون ۱۹۳۶ء کو چودھری افضل حق مرحوم و مغفور نے مسٹر جناح کو لکھا۔ اس چٹھی میں چودھری صاحب نے مسٹر جناح کو مشورہ دیا تھا۔ کہ وہ لیگ کے انتخابی اعلان میں یہ عبارت شامل کردیں۔

"ہماری خواہش ہے کہ لیگ کو جمہوری اصولوں پر چلایا جائے۔ تاکہ عام مسلمانوں کی اعانت کے ساتھ یہ زمانہ کی رفتار کے مطابق ترقی کرے دفتری حکومت ہماری تنظیم نہ ہونے کی وجہ سے صوبجاتی کونسلوں کے بعض افراد کو اپنے مفاد کی خاطر استعمال کرتی ہے۔ اس چیز کی روک تھام کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہماری نمائندہ سیاسی جماعت یعنی مسلم لیگ ان اشخاص کے خلاف تادیبی کارروائی کرے۔ جو قوم سے غداری کریں۔ اگر لیگ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوئی تو ہمیں یقین ہے کہ ملک کا مفاد محفوظ ہو جائے گا"

یہ الفاظ ہمارے نہیں۔ ایک سچے مسلمان کے ہیں۔ جو اس دنیا میں نہیں۔ اور جو بچارا ان نام نہاد محافظین اسلام کے جھرمٹ میں گھر گیا گرچہ

غلط راستے کی طرف منہ کیے ہوئے تھا۔ لیکن اُس کے ہاتھ سے حقیقت اور انصاف کا دامن کبھی نہ چھوٹا۔ ان الفاظ کی روشنی میں غور کیجئے کہ مولوی صاحب کے الزام کی وقعت کیا ہے۔ مولوی صاحب سینے پر ہاتھ رکھئے۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتائیے کہ آپ کے ان رفیق کار بزرگ کا واضح الفاظ میں جناح کی کوششوں کا اعتراف کوئی معنی رکھتا ہے یا نہیں۔

مسٹر جناح کا نکاح

آخر میں اس قسم کا عنوان پڑھ کر آپ حیران تو ضرور ہوں گے کہ یہ مضمون بے موقع ہو یا جا رہا ہے۔ لیکن کیا کریں۔ اس وقت تک ہمیں جو بھی اطلاعات مل سکی ہیں ہم اُسے اپنے قارئین کرام کی نذر کرنے میں خوشی محسوس کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہم دلائل سے زیادہ وقعت واقعات کو دیتے ہیں۔

۱۷ر ستمبر ۱۹۴۵ء کے "ایسٹرن ٹائمز" میں مندرجہ ذیل مقالہ شائع ہوا۔ اس کے پڑھنے سے اس غلط فہمی کا بالکل ازالہ ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کے محبوب لیڈر نے سول میرج کی۔ اور اس وقت انھوں نے اسلام سے بے تعلقی کا اظہار کیا۔ اس مقالہ کو پڑھیے اور غور فرمائیے کہ احراریوں کے بیان کی حقیقت کیا ہے؟

پچھلے دنوں مولانا مظہر علی اظہر نے ایک تقریر میں فرمایا کہ مسٹر جناح نے ایک پارسی لڑکی کے ساتھ سول میرج ایکٹ کے ماتحت شادی کی۔ دونوں پارٹیوں کو اس ایکٹ کے ماتحت یہ اعلان کرنا پڑتا ہے کہ اُن کا اسلام ہندومت ۔

عیسائیت اور پارسی ازم سے کوئی تعلق نہیں "جو مسلمان ایک عورت کے ساتھ شادی کرنے کی خاطر مذہب تبدیل کرتا ہے وہ کافر ہے" ہم محولہ بالا ارشاد کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مسٹر جناح نے سرڈین شا پٹیٹ کی لڑکی رتن بائی سے سول میرج ایکٹ کے ماتحت شادی کی۔ اس سوال کا جواب بڑی زوردار نفی میں ہوگا۔

مسٹر جناح نے مِس پٹیٹ سے شادی ضرور کی۔ لیکن نکاح اُن کے اسلام قبول کرنے کے بعد ایران کے ایک شیعہ مولوی نے پڑھایا۔ جس عالم نے نکاح پڑھایا وہ مولوی منظر علی اظہر کی طرح صرف اِس لیے مولوی نہ تھا کہ اُس کے ڈاڑھی تھی۔ وہ شیعہ قانون سے اچھی طرح واقف عالم تھا۔ اِس اخبار کے مینیجنگ ڈائرکٹر (مسٹر اے حمید) کا اِس مولوی صاحب سے تعارف کرایا گیا۔ جنھوں نے اُن کی درخواست پر انھیں نکاح نامہ دکھایا۔ اِس نکاح نامہ میں مِس پیٹیٹ کا نام مریم درج ہے۔ جس سے

قائدِ اعظم

کی

اپیل

"تم مجھے چاندی کی گولیاں دو۔
باقی کام میں خود سنبھال لونگا"

مسلمانو! اگر اپنی زندگی کی بقا
چاہتے ہو۔ تو "مسلم لیگ فنڈ" میں
دل کھول کر چندہ دو۔

یقیناً

قائدِ اعظم نقرئی گولیوں سے "مخالفین اسلام"
کو ختم کردینگے۔

جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس خاتون نے شادی سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس نکاح نامہ میں فارسی زبان میں ہے۔ حق مہر ایک لاکھ روپیہ درج ہے۔

مسلمانو! اب بتاؤ۔ کیا کوئی شک و شبہ کی گنجائش ہے۔ ایک سرکردہ مسلمان شہادت دے رہا ہے۔ کہ اس نے مسٹر جناح کے نکاح نامہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کیا شہادت کافی نہیں۔ آخر میں ہم درمند مسلمانوں سے التماس کریں گے۔ کہ وہ ٹھنڈے دل و دماغ سے ان حالات و کوائف پر غور کریں۔ اور حقیقت کو جانچنے کی کوشش کریں۔ یہ سب انتخابی چالیں ہیں۔ ان میں پڑ کر وقت ضائع کرنے کی بجائے اسلام کی جڑیں مضبوط کرنے کی کوشش کریں۔

گیلانی الیکٹرک پرس ملتان روڈ لاہور میں باہتمام محمد علی بٹ پرنٹر پبلشر چھپکر سٹار لامٹ پبلشنگ کمپنی ہسپتال روڈ لاہور سے شایع ہوا

احرار کے ڈھول کا پول

از:- صالح محمدؐ صدیق

احراریوں کی طرف سے ملّت اسلامیہ کے لئے

"قربانیوں" کا جو ڈھنڈورا زور شور سے پیٹا جا رہا ہے

اس کی حقیقت اس رسالہ میں واشگاف کی گئی ہے ؁

ملنے کا پتہ :- سٹار لائٹ پبلشنگ کمپنی ہسپتال روڈ لاہور